سوڈان: ترقی کی راہ میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مزید تعاون

"سوڈان میں مذہب: راہِ ترقی میں مزید تعاون" کے زیر عنوان ۲۶ سے ۳۰ اپریل ۱۹۹۳ء تک ایک پانچ روزہ کانفرنس خرطوم میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا اہتمام ایک نیم سرکاری تنظیم "مؤسسہ برائے امن و ترقی" نے کیا تھا۔ کانفرنس کا خیال اُس وقت سامنے آیا تھا جب ۱۶ نومبر ۱۹۹۲ء کو مسلمانوں اور مسیحیوں کے ایک مشترکہ اجتماع میں اس امر پر غور کیا گیا کہ دونوں مذاہب کے پیروکار کس طرح ایک مشترکہ منزل کی جانب پیش قدمی کر سکتے ہیں۔ قبطی آرتھوڈکس چرچ کے فادر فائلوتھیوس فرج کو مسیحی - مسلم گروپ کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ گروپ نے "مؤسسہ برائے امن و ترقی" کے ڈائریکٹر سیّد فاضل الساعد سے تعاون کے لیے درخواست کی۔ مؤسسہ نے بخوشی آمادگی کا اظہار کیا۔ مزید برآں کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں مختلف مراحل پر متعدّد حکومتی محکموں، سفارتی عملے اور متعدّد مذہبی تنظیموں نے تعاون کیا۔

کانفرنس کے سامنے چار اہم مقاصد تھے۔

۱۔ سوڈان میں پائی جانے والی محبت اور یک جہتی کا اظہار، نیز "جیو اور جینے دو" کے جذبے کی تصدیق کرتے ہوئے انتہا پسندی، طرف داری اور عقیدہ پرستی کی آگ میں جلتی ہوئی دُنیا میں سوڈان کو بطور نمونہ پیش کرنا۔

۲۔ اس امر کا اظہار کرنا کہ سوڈان ایک ممتاز ملک ہے، خاندان کی سطح پر کس طرح ایک چھت کے نیچے مسلمان اور مسیحی یک جا رہتے ہیں، مذاہب نہ صرف ملک میں بلکہ ایک گھر کے اندر کس طرح امن و امان سے پھلتے پھولتے ہیں۔

۳۔ باہمی احترام پر مبنی ایک معروضی مذہبی مکالمے کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا جس کا مقصد کسی مسیحی کو مسلمان بنانا یا کسی مسلمان کو حلقۂ عیسائیت میں شامل کرنا نہیں۔ اس احمقانہ تصوّر کو مسترد کرنا جو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کو بعض لوگوں کے خیال کے مطابق کسی ایک طبقے تک محدود کر دیتا ہے۔

۴۔ تمام مذہبی وسائل کو یک جا کرنا تاکہ سوڈان کی تعمیر سب کے لیے ہو سکے، سوڈان کی تعمیر و ترقی کے لیے روحانی اقدار کو بیدار کرنا۔

چیئرمین "مجلس منتظمہ" کا خطاب —— اہم نکات

مجلسِ منتظمہ کے چیئرمین ریورنڈ فائلو تھیوس فرج نے اُن مشکلات پر روشنی ڈالی جن کا سامنا کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں مجلس کو کرنا پڑا۔ نیز اُن اداروں کا ذکر کیا جن کے تعاون سے کانفرنس منعقد ہو سکی۔ مسیحیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ ہمارے تمام شہروں میں مسیحی جلوس نکالے گئے۔ سیاہ فام نوجوان پوسٹر اٹھائے ہوئے تھے جب کہ اُن کی قمیصیں صلیب کے نشان سے سجی ہوئی تھی اور اُن کے ہونٹوں پر "خداوند خدا کے لیے عظمت اور کرۂ ارض پر امن" کے ترانے تھے۔ پوپ جان پال دوم کے دورہَ سوڈان کا ذکر کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ "۱۰ فروری کو پوپ نے ہمارے ساتھ اچھا وقت گزارا، وہ بکتر بند کار میں سوار نہیں ہوئے۔ وہ پوری حفاظت اور سلامتی کے ساتھ ہمارے درمیان تھے۔ اُنھوں نے اپنے چرچ میں عبادت کی اور سوڈان کی سرزمین کو بوسہ دیا۔"

ریورنڈ فائلو نے سوڈان میں مسلمانوں اور مسیحیوں کے ساتھ ساتھ رہنے کی کئی مثالیں دیں جن کا ذکر مغربی ذرائع ابلاغ کبھی بھولے سے بھی نہیں کرتے اور شایدِ ان مثالوں کا پیش کرنا بھی اُنہیں عجیب لگے۔ ریورنڈ فائلو نے کہا۔

۱۔ ہم اپنے ناموں میں ایک دوسرے سے کوئی امتیاز نہیں برتے۔ ہمارے مسیحی نام، مسلمان ناموں سے الگ نہیں ہیں۔ "ہولی بک انسٹی ٹیوٹ" کے فضلاء میں احمد، صلاح، علی اور خمیس موجود ہیں۔ ہمارے پادریوں میں سے بعض کے نام اسماعیل اور عبدالرحمن ہیں۔ ہمارے بشپوں کے ناموں میں ادریس، علی اور حسن شامل ہیں۔ مسلمانوں کے ناموں میں جبریل، جیکب اور ابراہیم شامل ہیں۔

۲۔ ہماری پوری تاریخ میں کوئی چرچ، مسجد میں تبدیل نہیں کیا گیا۔ چرچ اُسی طرح ہیں جیسے وہ کبھی تھے۔

۳۔ ہماری پوری تاریخ، حالیہ اور قدیم، میں کسی چرچ، مسجد یا مذہبی ادارے کے خلاف قدم نہیں اٹھایا گیا۔

۴۔ ہم میں کبھی کوئی انتہا پسند نہیں تھا اور قتل و غارت ہمارے لیے ایک عجیب بات تھی۔

۵۔ ہمارے چرچوں اور مسجدوں کی روشنیوں کا خرچ حکومت ادا کرتی ہے۔ اگر یہ خرچ عبادت گزاروں کو برداشت کرنا پڑے تو یہ اُن کے لیے معمولی خرچ نہیں ہے۔

۶۔ ہماری نجی اور ذاتی رہائش گاہیں ایک تقدس رکھتی ہیں اور کبھی کسی کا ہاتھ ان کی جانب نہیں بڑھا۔ ہمارے نجی معاملات، ہمارے اپنے چرچوں کے قواعد کے مطابق طے پاتے ہیں۔ ہم نے مذاہب کے تقدس کی خاطرِ ان معاملات میں حکومت کو ملوّث نہیں کیا۔

۷۔ چرچ اور مسجدیں حکومت کی عطا کردہ زمین پر تعمیر کی جاتی ہیں۔ ایسا اِس لیے ہے کہ ہماری حکومت

اقدار اور نیکی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ چرچ، مسجدوں کے پہلو میں تعمیر ہوتے ہیں اور یہ اِس حقیقت پر شاہد عادل ہیں کہ ہم آپس میں امن وامان کے ساتھ رہتے ہیں۔

۸۔ خرطوم سنٹرل اسٹیشن میں بائبل سوسائٹی لائبریری کے دروازے سب کے لیے یکساں کھلے ہیں۔ سوسائٹی پوری آزادی کے ساتھ کام کرتی ہے۔ مزید برآں وزارتِ اطلاعات و ثقافت کے زیر اہتمام ہر سال "گرینڈ ہوٹل" کے قریب دریائے نیل پر "کتاب مقدس کا چلتا پھرتا میلہ" منعقد ہوتا ہے۔

۹۔ ذرائع ابلاغ میں مسیحیوں کا ایک مقام ہے۔ "انقلاب" سے ہمیں ریڈیو، ٹیلی وژن اور اخبارات میں یہ سہولت میسّر آئی ہے۔

۱۰۔ کرسمس کے روز عام تعطیل ہوتی ہے۔ اسی طرح ایسٹر کے روز پورے ملک میں سرکاری چھٹی ہوتی ہے۔

۱۱۔ ہمارے اسکولوں کے مسیحی نصابات چرچوں کی طرف سے نامزد ایک کمیٹی تیار کرتی ہے۔ یہ نصابات ان دنوں وزارتِ تعلیم کے زیر اہتمام چھپ رہے ہیں۔ حکومت اساتذہ مہیا کرتی ہے اور اُنہیں مسیحیت کی تعلیم کے لیے تربیت فراہم کرتی ہے۔ مزید برآں میں خود خواتین کے یونیورسٹی کالج سے تدریس شروع کرنے کے بعد اب بعض جامعات میں مسیحیت کی تعلیم دے رہا ہوں۔

۱۲۔ ہم یہ حق محفوظ رکھتے ہیں کہ ہمارے معاملات میں ہماری رائے اہم ہو۔ جب ہم محسوس کرتے ہیں کہ کوئی بات ہمارے مسیحی افکار کے خلاف ہے تو ہم تبادلۂ خیال کرتے ہیں۔ اِس طرح ہم کسی نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں۔ خواتین کے لیے اسلامی لباس کا مسئلہ اس کی ایک مثال ہے۔

۱۳۔ ہم نے اس امر سے اتفاق کیا ہے کہ شہریت کو معاشرے میں شراکت کی بنیاد ہونا چاہیے۔ کسی شخص کو اُس کے مذہب کے باعث سزا نہیں دی جا سکتی۔ اِسی طرح کسی کو اُس کے مذہب کی بنیاد پر امتیاز کا حامل قرار نہیں دیا جائے گا۔ شہریت، تمام شہریوں کے لیے یکساں طور پر تحفظ کا سامان ہے۔ عوامی کام اور سیاسی عمل ہر شخص کا حق ہے۔ ایک مسیحی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے آپ کو عہدۂ صدارت کے امیدوار کے طور پر پیش کر سکے۔

۱۴۔ متعدّد مسیحیوں کو حکومت، وزارتِ خارجہ اور بنکوں وغیرہ میں اعلیٰ مناصب حاصل ہیں۔ (سوڈان کے فارن آفس میں بشپ جبریل جور کو وزیرِ مملکت مقرّر کیا گیا ہے۔)

آخر میں ریورنڈ فائلو نے کہا کہ "جو کچھ ہم نے کہا، اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم فرشتے ہیں، یا ہمارے معاشرے میں کوئی مسائل نہیں ہیں۔ جسم کے اندر آنتیں بھی شور مچاتی ہیں۔ آخر کار ہم انسان ہیں۔ ہر لحاظ سے کامل معاشرہ صرف افلاطون اور فارابی کے ذہنوں میں تھا۔ خدائی بادشاہت سینٹ آگسٹائن کے دماغ میں تھی، مگر پھر بھی ہم شیطان نہیں، دہشت پسند نہیں اور نہ انتہا پسند ہیں۔

یہ ہے سوڈان، بالکل آپ کے سامنے، کھلے دل اور کھلے دروازوں کے ساتھ۔"

جنرل بشیر کا خطاب

انقلابی کمان کونسل کے چیئرمین، لیفٹیننٹ جنرل عمر حسن احمد البشیر نے اپنی تقریر میں انسانیت کی مشترک بنیاد، جدید ٹیکنالوجی کی ترقی، مگر ٹیکنالوجی کے باوجود بیماریوں پر قابو پانے میں ناکامی اور از حد صنعت پذیری کے باعث ماحولیاتی خرابیوں پر زور دیا۔ سوڈان میں مذہب کو جو اہمیت دی جارہی ہے، اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے جنرل عمر حسن احمد البشیر نے کہا۔ "ہمارا ایمان ہے کہ مذہب بذاتِ خود تمام انسانی کاموں کے لیے ایک مثبت محرک ہے، اس لیے ہم نے مذہبی اقدار کو فرد کے ذاتی کاموں کے ساتھ ساتھ ریاستی اقدامات کے لیے بھی رہنما بنایا ہے۔ اس کا مقصد ایک جدید قوم کی رہنمائی کے لیے انسانیت دوست برادری اور اچھی شہریت کی بنیاد فراہم کرنا ہے۔" انہوں نے واضح کیا کہ اسلام کی تعزیرات غیر مسلموں پر نافذ نہیں ہوں گی۔ انصاف کے ضوابط غیر مسلموں کو اُن کاموں پر سزاؤں سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں جو اُن کے اپنے مذہب میں جرم نہیں۔ مثال کے طور الکحل رکھنے یا اس کے پینے پر غیر مسلموں پر اسلامی حدود نافذ نہیں ہوتیں۔ اسی طرح غیر مسلم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اس پس منظر میں اُنھوں نے کہا کہ "اسلام دوسرے مذاہب کو دبانے کے لیے کسی صورت میں آلہ کار نہیں بن سکتا۔"

مشترکہ اعلامیہ

۳۰ اپریل کو کانفرنس کے خاتمے پر ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا۔ آٹھ صفحات پر مشتمل اعلامیے میں اُن پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے، جن میں مکالمہ ممکن ہے اور اعلامیے کو عملی جامہ پہنانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ سوڈان میں یہ کانفرنس مذاہب کے حوالے سے اپنی نوعیت کی اوّلین کانفرنس تھی۔ اس میں ۳۳ ممالک کے مندوبین نے شرکت کی۔ کانفرنس میں مندرجات ذیل موضوعات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

* مکالمہ بین المذاہب کی اخلاقی اور علمی بنیاد، مذاہب کے درمیان تعاون اور باہمی رواداری
* مذاہب کا تاریخی اور ثقافتی پس منظر اور سوڈان میں اہلِ مذاہب کا امن و امان سے باہم یکجا رہنا
* مکالمہ بین المذاہب کے مقاصد اور تعبیرات
* مذاہب اور اُن کے مشترک عناصر
* سوڈان کی عوامی زندگی میں مذہبی رنگا رنگی کا اظہار
* مذہب اور ترقی و امن کے حصول میں اس کا موثر کردار

* انفرادی، قومی، علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر مذہب کا پرچم بلند کرنا
* وحدتِ مذہب کا تعیّن، تمام مذاہب کی باہمی عزت و احترام اور اختلافات کے حوالے سے رواداری کی روح کو زندہ کرنا
* کثیر المذاہب معاشرے میں شریعت کا نفاذ

کانفرنس کے منتظمین نے شرکاء کے لیے جنوبی سوڈان کے تین شہروں — جُوبا، وان اور ملاکل — کے دورے کا انتظام کیا تھا۔ شرکائے کانفرنس نے ملک بھر میں بہت سے چرچوں اور مذہبی تنظیموں کے صدر دفاتر کا دورہ بھی کیا۔ کانفرنس کی جانب سے چودہ عمومی نکات پر مبنی ایک دستاویز شائع کی گئی جس کے چند نکات یہ ہیں۔

۱۔ دنیا کے تمام لوگوں کی فلاح و بہبود اور عزت و احترام کے لیے جملہ اقوام و ملل کو آگاہ کیا جائے کہ باہمی لین دین اور معاملات میں خدا خوفی، محبت اور اتحاد کی فضا بحال کی جائے اور امن و استحکام کی بنیادیں مضبوط کرنے کے لیے تشدّد، ناانصافی اور باہمی نفرت سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرح خدا پر ایمان رکھنے والوں کی جانب سے الہامی کتابوں کی تعلیمات پر ان کے عمل سے مذہب کے مؤثر کردار کو اجاگر کیا جائے۔

۲۔ لوگوں کے مذہب، عقیدے، سماجی و اخلاقی نظام سے قطع نظر، ان کے درمیان مساوات پیدا کی جائے اور انسان کو اعزاز دیا جائے کہ وہ مشیتِ ایزدی کو عملی جامہ پہنائے۔

۳۔ مذہبی رہنماؤں کی جانب سے پیش قدمی کی ضرورت ہے کہ وہ ایک اخلاقی ماڈل پیش کریں جو لوگوں کے ایمان اور خدا کے احکام پر مبنی ہو۔ اس اخلاقی ماڈل کو ریاستیں اور حکومتیں اپنے تعلقات اور لین دین میں پیشِ نظر رکھیں۔

۴۔ بین المذاہب مکالمے کی حدود کو تبادلۂ خیال اور رواداری کی افزائش سے آگے بڑھایا جائے تاکہ سماجی و اقتصادی تبدیلی کا عمل اس سے متاثر ہو اور ریاستوں، گروہوں اور افراد کے مابین روابط میں عدل و انصاف کی اقدار رواج پا سکیں۔ اس تصوّر کو اتنا آگے بڑھایا جائے کہ عالمی نظام معرضِ وجود میں آئے جس میں عدل و انصاف، انسانی اقدار کے احترام، عظمتِ انسانیت اور انسان کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ہو سکے۔

۵۔ ان تمام ملکوں میں جہاں مذہبی رنگا رنگی پائی جاتی ہے۔ بین المذاہب مکالمہ جاری رہنا چاہیے۔ اسی طرح علاقائی اور عالمی سطح پر مکالمہ جاری رہے۔

۶۔ مذاہب کے درمیان مکالمے کے جاری رہنے اور مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان آزادانہ میل جول کی روح کے برقرار رہنے کے لیے (جس کا اظہار سوڈان کے عوام نے نہ صرف ملکی سطح پر کیا ہے بلکہ دوسری قوموں کے ساتھ اپنے روابط میں بھی اسے پیش نظر رکھا ہے۔) کانفرنس کے شرکاء

دعاگو ہیں۔ کانفرنس کے شرکاء اپنے خالق سے یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اہل سوڈان کا یہ رویّہ انہیں اپنے اختلافات پر قابو پالینے کا باعث ہو وہ اپنے ملک میں امن و سلامتی قائم کر سکیں۔ اپنے ملک کی تعمیر اور آبادکاری کے لیے اتفاق و اتحاد سے کام کر سکیں۔ تعمیرِ ملک کا آغاز جنگ کے اثرات ختم کرنے، بے گھر لوگوں کی آبادکاری اور پناہ گزینوں کی اپنے وطن واپسی سے ہوگا۔ عوام کو خلوصِ دل سے اپنے وطن کی تعمیر کے لیے متحد ہونے کی اس طرح ضرورت ہے کہ بلا امتیاز تمام لوگوں کی فلاح و بہبود کا مقصد حاصل ہو سکے۔

۷۔ کانفرنس، اقوامِ عالم کے درمیان آزادانہ روابط پر اطمینان کا اظہار کرتی ہے۔ ان آزادانہ روابط کے دو اہم مظاہر میں سے ایک پوپ جان پال دوم کا دورہ سوڈان تھا اور دوسرا مظہر خود اس کانفرنس کا انعقاد ہے۔

۸۔ کانفرنس ان اطلاعات پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرتی ہے کہ حکومت سوڈان، کانفرنس کی تجاویز کی روشنی میں "مشنری ایکٹ" کا جائزہ لے گی۔ کانفرنس حکومت سے اپیل کرتی ہے کہ وہ مشنری سوسائٹیوں کے مشورے سے اس سلسلے میں تیز تر اقدامات کرے۔

کانفرنس کا سب سے اہم نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت "مشنری ایکٹ" پر نظرِ ثانی کے لیے تیار ہو گئی ہے۔ یہ قانون کچھ عرصے سے حکومت اور مسیحیوں کے درمیان "اعتماد کی فضا" قائم کرنے میں ایک بڑی رکاوٹ بنا رہا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق حکومت نے کانفرنس کی مجلس منتظمہ سے کہا ہے کہ "مشنری ایکٹ" پر اپنی سفارشات پیش کرے جن پر حکومت "ہمدردانہ طور پر غور و فکر" کرے گی۔

"کانفرنس" کے انعقاد پر افریقہ میں ردّعمل

"آل افریقہ پریس سروس بلیٹن" (نیروبی) نے کانفرنس میں ایک "شریک کار" (جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا) کے حوالے سے لکھا ہے۔ "خرطوم انتظامیہ نے جب حالیہ کانفرنس منعقد کی تو وہ مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے درمیان رواداری کو فروغ دینے کے جذبے سے سرشار تھی، تاہم حالات پر نظر رکھنے والے کچھ لوگوں کے خیال میں یہ کانفرنس سوڈان پر بعض بیرونی عناصر کے دباؤ کا نتیجہ تھی۔ یہ دباؤ سوڈان کو قرض دینے والے ملکوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے بھی تھا۔"

"آل افریقہ پریس سروس" سے باتیں کرتے ہوئے کانفرنس کے ایک مندوب نے کہا کہ "حال ہی میں حکومت سوڈان عطیات دینے والے ممالک بالخصوص امریکہ اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے موضوعِ بحث رہی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سوڈان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی بڑھ رہی ہے جو ریاستی اداروں کو اسلامی شریعت کے مطابق ڈھالنے کے عمل سے وابستہ ہے۔"

کانفرنس میں ایک مذہبی تنظیم کی نمائندگی کرنے والے مندوب نے کہا۔ "اگر یہ کانفرنس

سوڈان پر حالیہ دباؤ کا نتیجہ نہیں تھی تو کس بات نے حکومتِ سوڈان کو یہ کانفرنس منعقد کرنے اور اس میں مختلف نقطہٴ ہائے نظر کی نمائندگی کرنے والے مذہبی رہنماؤں اور مسلم اہل علم کو یک جا کیا؟ گا کانفرنس میں شامل ہونے، بحثوں میں حصہ لینے اور کانفرنس میں موجود مندوبین سے ملنے کے بعد میں کسی شک و شبہ میں مبتلا نہیں کہ یہ تعلقاتِ عامہ کی ایک کوشش تھی۔" مگر کینیا کے دارالحکومت نیروبی میں سوڈانی سفارت خانے کا ایک افسر اس نقطہٴ نظر سے اتفاق نہیں کرتا۔ اس سوڈانی نمائندے کے بقول اسے اس بات کا کوئی جواز نظر نہیں آتا کہ سوڈان اپنا image بہتر بنانے کے لیے یہ بین الاقوامی کانفرنس منعقد کرتا۔" اس کے برعکس سوڈان کی حکومت نے مسلم علماء اور دوسرے مذہبی رہنماؤں (جو مختلف نسلی، لسانی اور مذہبی پس منظر رکھتے ہیں۔) کی یہ کانفرنس خالصتاً اپنے اس نقطہٴ نظر کے لیے منعقد کی ہے کہ سوڈان میں مختلف مذاہب پہلو بہ پہلو پھل پھول رہے ہیں — یہ کانفرنس کسی دباؤ کا نتیجہ نہیں تھی جیسا کہ بعض لوگوں نے اپنے طور پر تصوّر کرلیا ہے۔" سوڈان کے سفارت کار نے مزید کہا کہ حکومت مختلف مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے درمیان رواداری کو فروغ دینے کے لیے ہمیشہ کی طرح کوشاں ہے۔ حکومتِ سوڈان کی جانب سے مختلف مذاہب میں بہتر تعلقات استوار کرنے کی جدوجہد میں ایسی کوئی نئی بات نہیں ہے جو دشمنان ملک ہمیں باور کرانے پر تلے ہوئے ہیں — بعض مغربی ملکوں اور ان کے ذرائع ابلاغ نے قسم کھا رکھی ہے کہ سوڈان کا ناپسندیدہ image پیش کیا جائے حالانکہ سوڈان پورے معاشرے کو بہتر شکل دینے کے لیے اپنی سی کوشش کر رہا ہے۔"

سوڈانی سفارت کار نے مزید کہا کہ اس کی حکومت غیر مسلم سوڈانیوں پر اسلامی شریعت کے مطابق قوانین نافذ نہیں کر رہی۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ "یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ بعض بیرونی عناصر نے حقائق کے خلاف رویّہ اپنا رکھا ہے۔"

ورلڈ کونسل آف چرچز کا تبصرہ

جنیوا میں قائم ورلڈ کونسل آف چرچز کے "شعبہ بین الاقوامی امور" کے سربراہ جناب جبریل جان نے کہا کہ وہ ان لوگوں سے مختلف رائے نہیں رکھتے جو اس کانفرنس کو حکومت کا ایک ایسا اقدام تصوّر کرتے ہیں جو سوڈانی عوام کے درمیان موجود مذہبی اختلافات کے مشکل مسئلہ کے حوالے سے حکومت کے لیے موزوں ہے، تاہم جبریل جان نے واضح کیا کہ کانفرنس نے، اولاً متنوع پس منظر رکھنے والے مذہبی رہنماؤں کو یک جا کرنے اور انہیں مذہب پر تبادلہٴ خیال کرنے کا اچھا موقع فراہم کیا ہے۔ ثانیاً مندوبین ایک چارٹر پر متفق ہوگئے ہیں اور انہوں نے کئی سفارشات پیش کی ہیں۔ سوڈان کی متنوع مذہبی زندگی کے مسئلے سے دلچسپی رکھنے والا کوئی بھی شخص چارٹر کو نقطہ آغاز کے طور پر لے سکتا ہے۔

جناب جبریل جان کے الفاظ میں "ان کے لیے کانفرنس کے "منفی" پہلوؤں سے قطع نظر مذکورہ بالا نتائج زیادہ اہم ہیں۔"